سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۷۸

محبتِ الٰہیہ کی عظمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

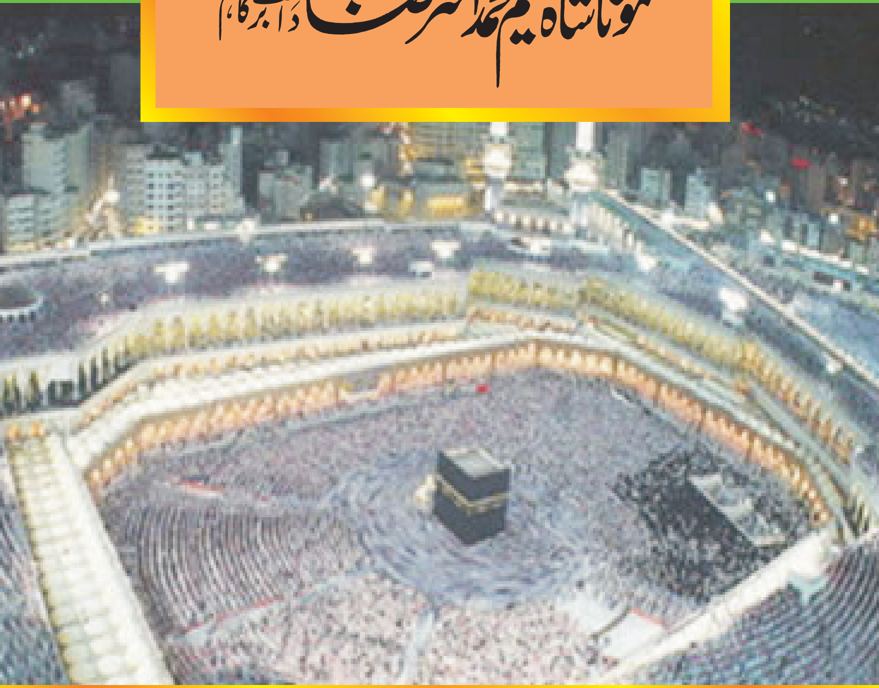

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی پاکستان

فہرست

عنوان	صفحہ
اللہ تعالیٰ سے اشد محبت کی وجہ کیا ہے؟	۶
تاریخِ عظمتِ الٰہیہ کس روشنائی سے لکھی گئی؟	۸
صحابہ کے خونِ شہادت سے وفاداری کا سبق	۹
بدنظری کرنے والوں کے لیے حضور ﷺ کی بددعا	۱۰
اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو نظر بچانے کی طاقت دی ہے	۱۱
توبہ کا مرہم ہنگامی حالت کے لیے ہے	۱۲
مومن جیتے جی خدا پر فدا ہوتا ہے	۱۲
خونِ آرزو مطلعِ آفتابِ قرب ہے	۱۳
اللہ تعالیٰ قلبِ شکستہ کو اپنا مسکن بناتے ہیں	۱۵
اللہ کا حکم ہماری خواہشوں سے بڑھ کر ہے	۱۵
عاشقِ مولیٰ غیر اللہ کا عاشق نہیں ہوسکتا	۱۶

۱۸	سچے عاشق کی نظر رضاءِ محبوب پر ہوتی ہے
۱۹	اللہ تعالیٰ کے باوفا بندے کون ہیں؟
۲۰	اللہ سے بڑھ کر کوئی محبت کرنے والا نہیں
۲۱	عشقِ مجازی کی ہولناک تباہ کاریاں
۲۲	محبتِ الٰہیہ کی مٹھاس حاصل کرنے کا طریقہ
۲۴	قلبِ شکستہ میں اللہ کے آنے کے معنیٰ
۲۵	لذتِ نامِ خدا بے مثل ہے
۲۷	علم کے تین درجات
۲۸	وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کی ایک عاشقانہ توجیہ
۲۹	اللہ تعالیٰ کی محبت مانگنے کی مسنون دعا
۲۹	عشقِ الٰہی کے حصول کے چار کام
۳۱	اللہ تعالیٰ کی محبت کا امتحان کیا ہے؟
۳۴	صحبتِ اہل اللہ کا انعام

ضروری تفصیل

نامِ وعظ :	محبتِ الٰہیہ کی عظمت
نامِ واعِظ :	شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالهم علينا الى مأة و عشرين سنة
تاریخِ وعظ :	۲۴/جون ۱۹۹۷ء بروز منگل
وقت:	بعد نماز عشاء
مقام:	جزیرہ باربڈوز (ویسٹ انڈیز)
موضوع:	اللہ تعالیٰ کی شانِ عظمت ومحبت
مرتب:	یکے از خدام حضرت والا مد ظلہم العالی (سید عشرت جمیل میرؔ صاحب)
کمپوزِنگ:	مفتی محمد عاصم صاحب
اشاعتِ اوّل:	صفر المظفر ۱۴۳۰ھ مطابق فروری ۲۰۰۹ء
تعداد:	۲۲۰۰
بااہتمام:	ابراهیم برادران سلمہم الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبتِ الٰہیہ کی عظمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ٥

وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ

وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولانا اشرف کی دعوت پر اس خطۂ ارض پر پہلی بار حاضری ہوئی ہے۔ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب دامت برکاتہم نے جو مولانا اشرف صاحب کے استاذ بھی ہیں میری محبت میں اور اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت پیشِ نظر رکھتے ہوئے برطانیہ سے یہاں تک آنے کی تکلیف اٹھائی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ان علماء کرام کی زیارت نصیب کی۔

اللہ تعالیٰ سے اشد محبت کی وجہ کیا ہے؟

میں نے جو آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک خبر دی ہے کہ جن لوگوں نے ہمیں پہچان لیا اور جن کے قلب میں ایمان ویقین اُتر گیا ان کا صرف حلقی اسلام نہیں ہے کہ وہ صرف حلق اور زبان تک رہے بلکہ ان

کے دل میں ایمان اتر گیا یعنی مؤمن کامل ہیں ان کو تو دنیا میں سب سے زیادہ محبت ہماری ہے۔ شدید محبت اگر بیوی کی ہے، بچوں کی ہے کاروبار کی ہے، لیکن ان کے قلب میں ہماری محبت اشد ہے یعنی سب محبتوں سے زیادہ ہماری محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جملہ خبریہ سے ہمیں اس کی اطلاع فرمائی۔ اس میں ایک خاص نکتہ جو مجھے (انگلینڈ کے) اسی سفر میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا کہ مجھ سے محبت اشد کرو! امر نہیں فرمایا، خبر دی ہے جملہ انشائیہ سے نہیں جملہ خبریہ سے فرمایا، اس میں ایک خاص راز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سارے عالم کو بتا دیا کہ جس کے دل میں میرا ایمان اور یقین اُتر جاتا ہے اور جس کی آنکھیں ہمیں پہچان لیتی ہیں، جو دل کی آنکھوں سے ہماری تجلیات کا مشاہدہ کر لیتا ہے، ایمان کی بدولت جس کی آنکھوں سے اندھا پن ختم ہو جاتا ہے، جو صحیح طریقہ سے ہماری عظمتوں کو سمجھ لیتا ہے اور جس کو ہمارا جمال نظر آجاتا ہے تو یقیناً اس کو ہم سے اشد محبت ہو جائے گی۔ لہٰذا اپنے جمال کے کمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا کہ مجھ سے محبت کرو۔ اگر میرے جمال سے تم باخبر ہو جاؤ گے تو یقیناً تمہارے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے گی اور مجھ سے محبت پر مجبور ہو گے۔ باکمال اور باجمال آدمی سے یہ نہیں سنو گے کہ مجھ سے محبت کرو کیونکہ صاحبِ جمال جانتا ہے کہ میرے کمالِ حسن کی وجہ سے یہ خود مجھ سے محبت کریں گے۔ کیا لیلیٰ نے مجنوں سے کہا تھا کہ مجھ سے محبت کرو! یا وہ خود اس کے نمک سے پاگل ہو گیا تھا؟ تو جب لیلیٰ کو اس کی ضرورت نہیں تو مولیٰ کو اس کی ضرورت کیسے ہو گی جو تمام دنیا کی لیلاؤں کا خالق ہے اور ان کو نمک دیتا ہے۔ بتاؤ دنیا کی لیلاؤں کو حسن کون دیتا ہے؟ تو جو مولیٰ سارے عالم کی تمام لیلاؤں کو نمک دیتا ہے، جس کا حسن مولیٰ کی بھیک ہے وہ لیلیٰ تو یہ نہیں کہتی کہ اے مجنوں! مجھ سے محبت کر، کیونکہ وہ جانتی ہے کہ میرا حسن خود اس کو پاگل

کر دے گا۔ تو جو اللہ تعالیٰ سے باخبر ہو جائے گا، جس کے دل پر ان کا جمال منکشف ہو جائے گا، جس کے قلب و جاں میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کی عظمت کا جھنڈا لہرا جائے گا وہ خود بخود اللہ پر دیوانہ ہو جائے گا۔ اس لیے جملہ خبریہ سے فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے کمالِ حسن اور کمالِ جمال اور کمالِ عظمت کا راز پوشیدہ ہے۔ جو باکمال ہوتا ہے اور باجمال ہوتا ہے حکم نہیں دیتا کہ مجھ سے محبت کرو! اللہ تعالیٰ تو مولائے کائنات ہیں اور خالقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات ہیں۔ پس جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ خود بخود اللہ پر دیوانہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنا دیوانہ بننے کا حکم نہیں دیتے۔ بتاؤ! ستّر شہیدوں کو اللہ نے حکم دیا تھا کہ دیکھو ہم پر جان دے دینا؟ خود بخود اپنی جان دے کر اپنے خونِ شہادت کی روشنائی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت کی تاریخ لکھ گئے، ستر صحابہ ایک ہی دن شہید ہو گئے، ان کی نمازِ جنازہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ پاک میں اُحد کے دامن میں ادا فرمائی اور ہر جنازہ بزبانِ حال یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ بزبانِ حال یاد رکھنا ورنہ آپ کہیں گے کہ وہ اُردو کہاں جانتے تھے؟ ؎

جان دی میں نے جن کی خوشی کے لیے　　ان کے کوچے سے لے چل جنازہ مرا
بے　خودی　چاہیے　بندگی　کے　لیے

تاریخِ عظمتِ الٰہیہ کس روشنائی سے لکھی گئی؟

چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سات سمندر اور سات اور ایسے سمندر اگر روشنائی بن جائیں اور ساری دنیا کے درخت قلم بنا دیئے جائیں تو ہماری غیر محدود عظمتوں کی تاریخ لکھنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ اب سوال یہ ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کی تاریخ کس چیز سے لکھائیں، کس قلم سے لکھائیں کس روشنائی سے لکھائیں؟ جبکہ ایسے تمام سمندر جو آپ دیکھتے ہیں روشنائی بن جائیں اور سات ایسے اور سمندر روشنائی بن جائیں اور ساری دنیا کے درخت قلم

بن جائیں تو بھی اللہ کی عظمت کو نہیں لکھ سکتے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اور اپنے فضل سے شہیدوں کی جماعت پیدا فرمائی اور اُحد کے دامن میں اور طائف کے بازار میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خونِ نبوت سے اور صحابہ کے خونِ شہادت سے اپنی تاریخِ عظمت اور تاریخِ محبت لکھا دی!

صحابہ کے خونِ شہادت سے وفاداری کا سبق

لیکن ایک چیز افسوس سے کہتا ہوں کہ صحابہ نے خونِ شہادت سے اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کیا اور ہم اپنی آنکھوں کو بھی ان حسین اور غیر حسین عورتوں سے نہیں بچاتے اور اس حکم پر وفاداری نہیں پیش کرتے۔ کیوں بھئی! کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم نہیں ہے؟ قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں سے فرمایئے کہ نظر بازی سے اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھیں! نظر نیچی کرلیں۔ اگر یہ گناہ مضر نہ ہوتا تو کیا ارحم الرحمین مفید کام سے ہم کو روکتے؟ کیا کسی کا ابا اپنے بچوں کو مفید کام سے روکے گا؟ تو ربا اپنے بندوں کو مفید کام سے کیسے روکے گا؟ اللہ تعالیٰ کا منع کرنا ہی دلیل ہے کہ یہ ہمارے لیے نقصان دہ ہے، مضر ہے۔ اور پھر اس میں ایک خاص نکتہ ہے کہ براہِ راست نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! نظر نیچی کرو۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہلایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حیاء کی دلیل ہے کہ جیسے ابا مارے حیاء کے اپنے بچوں سے ڈائریکٹ نہیں کہتا کہ دیکھو کسی کی بہو بیٹی کو مت دیکھنا بلکہ اپنے دوستوں سے کہلا دیتا ہے کہ بھئی دیکھو میرے بچوں کو سمجھا دو کہ ذرا اِدھر اُدھر رومانٹک نظر نہ ڈالیں ورنہ بحرِ اٹلانٹک میں غرق ہوجائیں گے اور آؤٹ آف اسٹاک اور ڈینٹ فار اسٹک ہوجائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کا اس میں عجیب معاملہ ہے، جو اللہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہہ سکتا ہے کہ تم نماز پڑھو تو وہ یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ بدنگاہی نہ کرو لیکن سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ فرما دیجیے، بس

کیا کہوں کہ اس میں کیا کرم ہے، کیا ہماری آبرو کا خیال رکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہماری عزت کا خیال کیا کہ ان کو براہِ راست مت کہو! نبی سے کہلاؤ۔ صحابہ نے تو اپنی وفاداری صرف غضِ بصر سے نہیں خونِ شہادت سے پیش کی اور ہم خونِ تمنا کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ ایک آرزو کا خون کرنا خونِ شہادت کے برابر ہوسکتا ہے؟ یہ تو آپ کے لیے آسان بھی ہے، وہاں تو خون بہہ رہا ہے، ہم اپنی آرزو کا خون نہیں کرسکتے بتاؤ عبرت کی بات ہے یا نہیں؟ شہیدوں کے خونِ وفاداری سے سبق لینا چاہیے یا نہیں؟ کہ آج ہم اپنی آنکھوں کو بھی بچا نہیں سکتے یعنی آنکھ کی روشنی کو بھی اللہ پر فدا نہیں کرسکتے۔ جبکہ صحابہ نے اپنی جان، اپنا مال، اپنی آبرو اور اپنا خون بھی فدا کردیا۔ یہ سبق بتاؤ! تازیانہ ہے یا نہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی زیارت بھی نصیب فرمائی ان کو تو اور زیادہ رونا چاہیے۔ جس کو بھی زیارت نصیب ہو مدینہ شریف کی جب احد کے دامن میں زیارت کے لیے جائے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ضرور مانگ لے کہ اے خدا! یہ ستر شہید آپ پر فدا ہوئے اور اپنے خونِ شہادت سے آپ سے وفاداری کا ثبوت دے گئے ہمیں بھی ان کی وفاداری سے کچھ حصہ عطا فرما کہ ہم اپنے لعنتی کاموں سے توبہ کرلیں۔

بدنظری کرنے والوں کے لیے حضور ﷺ کی بددعا

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد سن لو:

﴿لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ﴾

(المشکوٰۃ، کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ)

اس ظالم پر جو اللہ کے حکم کو توڑتا ہے اور اپنا دل نہیں توڑتا اور دعوائے بندگی بھی کرتا ہے اس ظالم پر اے خدا لعنت فرما اب بتاؤ کہاں جاؤ گے؟ کیا ہم پیروں کی بددعا سے ڈریں اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے نہ ڈریں؟ جن کی

غلامی کے صدقہ میں پیر بنتا ہے ان کی دعا سے نہ ڈرنا کتنی بڑی حماقت ہے، بولو بھئی! پیروں کی اذیت رسانی سے ڈرتے ہیں اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان زنی العین النظر کہ کسی کی بہو، بیٹی کو بیوی کو دیکھنا یہ آنکھوں کا زنا ہے اس کو اہمیت نہیں دیتے۔ بعض بیوقوف لوگ سمجھتے ہیں کہ نہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا تو اس میں کیا مضائقہ ہے، ایسے ذائقہ میں کیا مضائقہ ہے؟ کہ نہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا۔ لیکن دیکھنے ہی کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ آنکھوں کا زِنا ہے۔ اب بتاؤ آنکھوں کا زِنا کار ولی اللہ ہو سکتا ہے؟ دوستو! آج ارادہ کرلو کہ جان دے دیں گے، نہ دیکھنے کے غم میں ہم جان فدا کردیں گے اللہ پر۔ بتاؤ جو جان خدائے تعالیٰ پر فدا ہو مبارک ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو نظر بچانے کی طاقت دی ہے

ایک عالم نے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ مجھ کو دیکھنے کی طاقت ہے مگر نظر ہٹانے کی طاقت نہیں ہے۔ تو حضرت نے لکھا کہ تم مولوی ہو کر ایسی غلط بات کرتے ہو؟ فلسفے کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ جو کام انسان کرسکتا ہے اس کو نہیں بھی کرسکتا ہے اگر کرسکتا ہے اور اس کام کو ترک نہیں کرسکتا تو اس کا نام طاقت اور قدرت نہیں ہے۔ قدرت متعلق ہوتی ہے ضدین سے۔ اگر ہم کو ہاتھ اٹھانے کی طاقت ہے تو ہاتھ گرانے کی بھی طاقت ہے اور اگر ہاتھ اُٹھانے کے بعد گرانے کی طاقت نہیں ہے تو اس کو دنیا ہاتھ اٹھانے کی قدرت تسلیم نہیں کرے گی بلکہ ڈاکٹر کہیں گے کہ اس کو ٹیٹینس ہے لہٰذا اس کو سرٹیفکیٹ فٹنس کا نہیں دیں گے۔ جو بدنظری کرتا ہے اور اپنی نظر نہیں بچاتا اللہ تعالیٰ کے نزدیک، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اور ساری دنیا کے اولیاء اللہ کے نزدیک یہ شخص صالح اور ولی نہیں ہے، فاسقین کے رجسٹر میں ہے، اگر توبہ نہ کی۔ اور توبہ کرنے کے بعد اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ گناہوں سے توبہ کرنے والا

ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں اور توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

توبہ کا مرہم ہنگامی حالت کے لیے ہے

لیکن توبہ کا مرہم ایمرجنسی ہے، ہنگامی حالت کے لیے ہے یہ نہیں کہ خوب نظر مارلو، خوب گناہ کرلو پھر دل میں سوچو کہ چلو بعد میں توبہ کرلیں گے۔ مرہم کے سہارے کوئی آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے؟ اگرچہ سو فیصد لکھا ہو کہ جو شخص جل جائے اور ہمارا یہ مرہم لگالے اگر نہ اچھا ہو تو دس لاکھ ڈالر اس کو ہم انعام دیں گے۔ تو دس لاکھ ڈالر لینے کے لیے کیا کوئی آدمی جلاتا ہے؟ یا بیوی سے کہتا ہے تو ذرا آگ میں ہاتھ ڈال دے یہ ہنڈریڈ پرسنٹ مفید مرہم ہے! تو بیوی کہے گی میاں تم ہی آزمالو! آزمانے کے لیے کیا میرا ہی ہاتھ ہے؟ آپ اپنا ہاتھ کیوں نہیں بڑھاتے؟ یہاں یَد طولیٰ کیوں نہیں دِکھاتے ہو؟ دسترخوان پر تو ید طولیٰ دِکھاتے ہو؟ ڈش دور بھی ہوتی ہے تو وہاں تک ہاتھ بڑھا دیتے ہو! یہاں بھی ید طولیٰ دکھایئے اور ہاتھ جلا لیجیے۔ بس دسترخوان پر چاق و چوبند ہو اور اللہ کی محبت میں ڈھیلے بنے ہوئے ہو؟ سن لو اس کو! اللہ کے نزدیک ایسا شخص کون ہے؟ ؎

اے مخنث! نے تو مردی، نے تو زَن

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جو اللہ کے راستے میں اللہ کی دی ہوئی ہمت کو استعمال نہیں کرتا وہ نہ مرد ہے نہ عورت ہے، وہ تیسری مخلوق ہے۔

مومن جیتے جی خدا پر فدا ہوتا ہے

کب تک گناہوں میں رہو گے دوستو! ایک دن موت آجائے گی۔ موت آنی ہے یا نہیں؟ بتاؤ مرنے کے بعد پھر گناہ کرے گا کوئی؟ جس وقت سڑکوں سے کوئی جنازہ گذر رہا ہو اور ادھر سے کوئی ننگی ٹانگ والی بھی گذر رہی ہے تو کوئی کفن ہٹا کر دیکھے گا؟ مرنے کے بعد تو کافر بھی گناہ چھوڑ دیتا ہے۔ بتاؤ! کوئی ہندو، کوئی یہودی، کوئی عیسائی، کوئی کافر مرنے کے بعد عورتوں کو دیکھ سکتا ہے؟

لیکن مؤمن کی شان یہ ہے کہ جیتے جی اللہ پر فدا ہوتا ہے، اللہ زندگی چاہتا ہے مُردوں کو نہیں چاہتا۔ مجھے اپنا ایک شعر یاد آ گیا ؎

نے ترا دل نے تری جاں چاہیے
اُن کو تجھ سے خونِ ارماں چاہیے

اللہ دل بھی نہیں مانگتا کہ آپریشن کرا کے مسجد کے طاق میں یا منبر پر رکھ دو اور جان بھی نہیں مانگتا کہ خودکشی کرلو ؎

اُن کو تجھ سے خونِ ارماں چاہیے

خونِ آرزو مطلعِ آفتابِ قرب ہے

دیکھیے! ایک بات بتاتا ہوں اگر آسمان کا مشرقی حصہ لال نہ ہو تو سورج نکلے گا؟ اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ تم خانقاہوں میں اللہ والوں سے اپنی حرام آرزو کا خون کرنے کی مشق کرلو۔ اللہ والوں کے ساتھ ان کے دسترخوان پر خالی سموسے مت اڑاؤ! ورنہ اس کا بھی مواخذہ ہوگا کہ تم نے خونِ تمنا کی مشق نہیں کی، بس پیٹ کے لیے ان کے ساتھ پھرتے رہے لٰہذا خونِ آرزو کی مشق کرو! جب خونِ آرزو سے دل لال ہوجائے گا تو دل کے ہر اُفق سے اللہ کی محبت اور اللہ کی نسبت اور اللہ کے قرب کا سورج طلوع ہوجائے گا۔ دنیا کو صرف ایک سورج ملتا ہے کیونکہ صرف مشرق سرخ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے قلب کے آفاقِ اربعہ کو یعنی دل کا مشرق، دل کا مغرب، دل کا شمال اور دل کا جنوب خونِ آرزو سے سرخ کردیتے ہیں اور دل کے چاروں اُفق سے اللہ تعالیٰ کی نسبت کے بے شمار آفتاب طلوع ہوتے ہیں۔ اللہ کے عاشق اور دیوانے ری یونین، انگلینڈ، باربڈوز، امریکا، اٹلانٹا، شکاگو، ڈیٹورائٹ، بفیلو، ٹورنٹو، ایڈمنٹن اور کینیڈا کی سڑکوں پر نظریں بچا کر ہر وقت خون تمنا کرتے ہیں ان جگہوں میں اختر جا چکا ہے۔

اس سیاحی سے مجھے سبق ملا کہ حلوۂ ایمانی اگر لینا ہے تو ان ملکوں میں دعوت الی اللہ کے لیے جاؤ، خالی حلوۂ ایمانی کے لیے مت جاؤ! یعنی اس لیے نہ جاؤ کہ وہاں عریانی زیادہ ہے نظریں بچا کر حلوۂ ایمانی لیں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نظر نہ بچا سکو اور لعنت آجائے۔ لیکن دین کے پھیلانے کے لیے جب جاؤ گے تو اللہ کی مدد ہوگی لیکن ہر وقت چوکنا رہو اور ہر وقت خونِ تمنا کرو! کتنا ہی دل چاہے دل کی بات مت سنو! بتاؤ دل کی قیمت زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی؟ آہ! اللہ تعالیٰ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے۔ عجیب وغریب شخصیت ہیں، فرماتے ہیں یہ بتاؤ اگر حسینوں میں نمک زیادہ ہے اور ان کی شکل بہت ہی پیاری ہے تو اللہ پیارا نہیں ہے؟ یہ بتاؤ ابھی روح نکل جائے اور ان کا جسم پھول کر پھٹنے لگے اور ان کے جسم میں کیڑے پڑ جائیں پھر تمہاری عاشقی کہاں جائے گی؟ ارے کھوپڑی میں گوبر نہیں بھرا ہوا ہے۔ جلدی سبق لے لو اللہ پر فدا ہونے کا۔ کتنے پیارے انداز سے مولانا رومی نے بیان فرمایا۔

امرِ شہ بہتر بقیمت یا گُہر

اے ایمان والو! اللہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ حسین زیادہ قیمتی ہیں؟ جن کو دیکھ کر ایک دن تم خود بھاگو گے۔ بتاؤ بھئی سولہ سال کی لڑکی ستر سال کی بڑھیا ہو کر آئی، جس کو آپ گڑیا سمجھ رہے تھے اور گڑیا ہی نہیں شکر کی پڑیا بھی سمجھ رہے تھے وہ جب ستر سال کی ہوگئی، پونے بارہ نمبر کا چشمہ لگا کر، کمر جھکی ہوئی، گال پچکے ہوئے، دانت باہر، ٹوتھ پیسٹ کر رہی ہے دانت نکال کر تو کیا اس کو دیکھو گے؟ اگر تم وفادار تھے شیطان نہیں تھے اور اللہ کے غدار نہیں تھے تو اب دیکھو اس کو۔ یہ کیا وفاداری ہے؟ میرا شعر سن لو۔

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست\
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

یہ دوست میں نے نہیں کہا ان کو۔ میں نے ان کے طمانچے اور تازیانے لگائے ہیں ۔ لہٰذا اس پر عمل کرو جو اختر نے اس شعر میں پیش کیا ہے ۔

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بڑے اٹھائے ہیں

اللہ تعالیٰ قلبِ شکستہ کو اپنا مسکن بناتے ہیں

میں آج کل سارے عالم میں یہی تقریر کر رہا ہوں کہ سمندر میں جا کر لمبے لمبے وظیفے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تم صرف نظر بچاؤ اور ہر وقت حلوۂ ایمانی کھاؤ، ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ آپ کو ولی بنا دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارحم الرحمین ہیں۔ جب انسان اپنا دل توڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قانون کا احترام کرتا ہے تو اس ٹوٹے ہوئے دل کو اللہ اپنا گھر بنا لیتا ہے۔ جس کے دل کو اللہ اپنا گھر بنائے وہ ولی اللہ نہیں ہوگا؟ بتاؤ بھئی علماء حضرات! حدیث قدسی ہے کہ ہم ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتے ہیں:

﴿اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾

(مرقاۃ المفاتیح، باب عیادۃ المریض)

اللہ کا حکم ہماری خواہشوں سے بڑھ کر ہے

ملا علی قاری نے اس کی توثیق کی ہے۔ جو ظالم اپنے دل کو توڑنا نہیں چاہتا اور اللہ کے قانون کو توڑتا ہے بتاؤ یہ کیسا ہے؟ خوش نصیب ہے یا نالائق ہے؟ مولانا رومی کا یہ مصرعہ یاد کرلو ۔

امرِ شہ بہتر بقیمت یا گُہر

اللہ کا حکم زیادہ قیمتی یا موتی زیادہ قیمتی ہے؟ آہ اب ایک قصہ سن لو!! شاہِ محمود نے ایک دن اپنا دربار سجایا اور خوبصورت لڑکیوں، جواہرات اور موتی اور سونا اور چاندی کا ڈھیر لگا دیا۔ اور ایک موتی وہاں ایسا رکھ دیا جو مملکت میں نایاب تھا اور

سب وزیروں کو حکم دیا کہ اس موتی کو توڑ دو! وزیروں کا آپس میں مشورہ ہوا کہ اس موتی کا سلطنت میں مثل نہیں ہے، شاہ محمود نے باہر سے منگایا ہے۔ شاہ امتحان لے رہا ہے اگر اس نایاب موتی کو توڑو گے تو شاہ ناراض ہو جائے گا۔ کہا حضور! ہم اس موتی کو نہیں توڑیں گے، کیونکہ یہ نایاب موتی ہے۔ شاہ محمود نے پرچہ سخت کرنے کے لیے نہ توڑنے والوں کو انعام بھی دیا۔ بولیے! یہودی، عیسائی کافروں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا خزانہ دے دیا، ان کے پاس مرسڈیز کاریں اور خوب سونا چاندی ہے۔ آہ! عام لوگوں کے لیے یہ امتحان سخت ہے مگر اللہ کے عاشقوں کے لیے کچھ سخت نہیں ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

دعویٰ مرغابی کردہ ست جاں
کے زطوفانِ بلا دارد فغاں

عاشقِ مولیٰ غیر اللہ کا عاشق نہیں ہو سکتا

اے دنیا والو! جلال الدین رومی کی روح نے مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، سمندر کے طوفان سے مرغابی نہیں ڈرتی، حسینوں کی فراوانی سے اللہ والے نہیں ڈرتے۔ یہ محرومِ مولائے کائنات ہیں جو لیلاؤں کے چکر میں آتے ہیں۔ آپ بتائیے! جس کے دل میں سورج آجائے یا جو سورج کا دوست ہو تو وہ ستاروں کو دیکھے گا؟ اس کو ستارے نظر ہی نہیں آئیں گے۔ بتاؤ جب سورج نکلتا ہے تو ستارے نظر آتے ہیں؟ جس کے دل میں اللہ آتا ہے تو لیلائیں اس کو نظر ہی نہیں آتیں کہ یہ سب کہاں گئیں؟ سب گو مُوت کا ڈھیر معلوم ہوتی ہیں ؎

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

اس لیے جس کے دل میں مولیٰ ہوگا یاد رکھو وہ لیلیٰ چور نہیں ہو سکتا۔ جو بدنظری کا شکار ہے یقین کرلو کہ اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی تجلی خاص اور نسبتِ خاصہ

اور ولایتِ خاصہ نہیں ہے، یہ محروم جان ہے جو اپنے مولیٰ کے غضب کو خرید رہی ہے اور مرنے والی لاشوں کو دیکھ رہی ہے۔ اس محرومی سے اللہ پاک ہم سب کو نجات عطا فرمائے، آمین۔

تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جس کو مولیٰ مل جاتا ہے وہ لیلیٰ چور نہیں ہوتا۔ آپ بتایئے کوئی وزیر اعظم اور بادشاہ کسی سبزی بیچنے والے کے ٹھیلے سے آلو چرا کر جیب میں رکھ سکتا ہے؟ آلو کی تو پھر بھی کوئی قیمت ہے جس کو مولیٰ مل جائے اس کے بعد ساری کائنات کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

اللہ تعالیٰ کی غیرت بھی اپنے عاشقوں کی حفاظت کی ضمانت لیتی ہے سن لو اس کو! مولانا رومی نے فرمایا کہ ایک عورت جا رہی تھی کہ ایک آدمی اس کے پیچھے لگ گیا اور کہا میں تمہارا عاشق ہوں۔ اس نے کہا میرے پیچھے میری ایک بہن آ رہی ہے جو مجھ سے بھی زیادہ حسین اور کم عمر ہے۔ سالیوں سے پردہ اسی لیے زیادہ ضروری ہے کیونکہ سالیوں کو دیکھنے والے کو شیطان آسانی سے اپنا سالا، اپنا برادر اِن لا بنا لیتا ہے۔ تو جب اس نے کہا کہ پیچھے ایک حسین اور آ رہی ہے تو وہ ظالم اُدھر دیکھنے لگا تو اس عورت نے ایک طمانچہ مارا اور کہا تجھے شرم نہیں آتی مجھ سے محبت کا دعویٰ کیا تھا اور دوسری کو دیکھتا ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو بھی غیرت آتی ہے کہ میرا ہو کر کہاں دیکھتا ہے؟ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بناتا ہے پھر غیر کا نہیں ہونے دیتا۔ بتاؤ آپ ایک بلی پالتے ہیں تو کیا آپ پسند کریں گے کہ وہ دوسرے گھر میں جا کر رہے؟ اللہ تعالیٰ کو اپنے اولیاء سے محبت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دیتے ہیں کہ وہ اپنی نظروں کی حفاظت کریں۔

سچے عاشق کی نظر رضاءِ محبوب پر ہوتی ہے

تو مولانا رومی نے فرمایا کہ پینسٹھ وزیروں نے انکار کر دیا کہ اس نایاب موتی کو ہم نہیں توڑیں گے اور ہر وزیر کو شاہ محمود نے انعام بھی دیا حالانکہ سب فیل ہو رہے تھے۔ فیل ہونے والے کو اگر انعام مل جائے تو پھر امتحان اور سخت ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ انعام لے کر سمجھتے ہیں کہ ہم پاس ہو رہے ہیں حالانکہ فیل ہو رہے ہوتے ہیں۔ تین چار وزیروں کو جب انعام ملا تو پینسٹھ کے پینسٹھ وزیر فیل ہو گئے۔ کسی نے اس موتی کو نہیں توڑا اور انعام بھی لے لیا۔ لیکن جو سچا عاشق ہوتا ہے وہ محبوب کی مرضی کو دیکھتا ہے کہ میرا محبوب کیا چاہتا ہے، اس کے سامنے صرف محبوب کی رضا ہوتی ہے، وہ اسرائیل کے یہودیوں کی دولت نہیں دیکھتا، وہ برطانیہ کے انگریزوں کی دولت نہیں دیکھتا، وہ امریکہ کے عیسائیوں کی دولت اور ان کے نمک اور حسن کو نہیں دیکھتا، اس کی نظر آسمان پر ہوتی ہے کہ میرا مولیٰ کیا چاہتا ہے۔ چنانچہ ایاز سچا عاشق تھا، وہ اُٹھا، پتھر لیا اور اس موتی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پینسٹھ وزیروں نے کہا کہ ایاز کیسا کافر نالائق ہے، کافر اصطلاحی نہیں لغوی معنوں میں بولا تھا کہ یہ کیسا ناشکرا ہے جو شاہ کی نعمت کا کفران کر رہا ہے۔ شاہ محمود نے کہا کہ ایاز! اے میرے عاشق اور باوفا غلام تو نے میرا حکم مان کر موتی کو توڑ دیا لیکن یہ پینسٹھ وزیر تجھ کو نالائق اور بے وفا کہہ رہے ہیں اس کا تو ہی جواب دے ایاز نے کہا۔

گفت ایاز اے مہترانِ نامور
امرِ شہ بہتر بقیمت یا گہر

شاہِ محمود کی طرف سے اس کا عاشقِ باوفا جواب دے رہا ہے کہ اے معزز وزیرو! شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی زیادہ قیمتی ہے؟ تو دنیاوی شاہ کے حکم سے موتی کو توڑنے والا ایاز باوفا قرار دیا گیا۔ مولائے کریم کا قرآن پاک میں حکم ہے

یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ اے ایمان والو! کسی کی بہو، کسی کی بیٹی، کسی کی وائف کو مت دیکھو! ورنہ تمہاری لائف خراب ہوجائے گی اور ویلیم فائف کھانی پڑے گی اوراس کا نائف (چاقو) تم کو ہر وقت چبھتا رہے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ ٹانگ کھولنے والی کرسچین لڑکیاں؟ بتاؤ بھئی کس کی قیمت زیادہ ہے؟ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر باربڈوز حکومت کا اعلان ہوجائے کہ جو شخص سڑکوں پر پھرنے والی لڑکیوں کو نہ دیکھے گا تو ہر نظر کے بچانے پر اس کو باربڈوز کا ایک لاکھ ڈالر ملے گا جو امریکہ کا پچاس ہزار ہوا تو بتاؤ وہ کیا کرے گا؟ مال کی لالچ میں ایک نظر بھی خراب نہیں کرے گا۔ بتاؤ اللہ کا وعدہ سچا ہے یا باربڈوز حکومت کا؟ بہر حال اللہ کے حکم کے سامنے ساری دنیا کے سورج اور چاند بھی مل جائیں اور ساری دنیا کا خزانہ مل جائے تو اس کی کوئی قیمت نہیں، جو اللہ کے حکم کو توڑتا ہے اس سے زیادہ بدنصیب کوئی شخص نہیں ہے، مولانا رومی اسی کو فرماتے ہیں ؎

امرِ شہ بہتر بقیمت یا گُہر

شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا موتی؟ اس لیے ان ملکوں میں یہی ایک کام کرلو تو سب کے سب سوفیصد ولی اللہ ہوجاؤ گے کیونکہ نظر بچانے پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم اپنی آنکھ کی مٹھاس ہم کو دے دو اور حرام مٹھاس سے اپنے کو بچالو اور میری وفاداری کا ثبوت پیش کردو تو میرے دوست ہوجاؤ گے اور جس کا میں دوست ہوجاؤں تو دونوں جہان اس کے ہیں ؎

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

اللہ تعالیٰ کے باوفا بندے کون ہیں؟

آہ! اہلِ وفا بندے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قانون کو نہیں توڑتے اور اللہ پر جان فدا کرتے ہیں۔ اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ نے گناہ سے بچنے کی

ہم کو طاقت دی ہے۔ بولیے جو شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے حسینوں سے نظر بچانے کی طاقت نہیں ہے لیکن حسین لڑکی کا اور لڑکے کا باپ ایس پی ہو وہ پستول لگا کر کہتا ہو کہ میرے بیٹے بیٹی کو دیکھو بڑے حسین ہیں مگر جوان کو دیکھے گا میں گولی ماردوں گا۔ بتاؤ پھر کوئی دیکھے گا؟ گولی تو دور کی بات ہے کوئی ذرا تگڑا مسٹنڈا ابا کسر ماسٹر ہو اور یہ نظر باز جانتا ہو کہ میں سیر ہوں تو یہ سوا سیر ہے ایک گھونسہ مارے گا تو کلہ پھٹ جائے گا تو بتاؤ مخلوق کی مار کے خوف سے دیکھے گا وہ آدمی؟ بولو بھئی! مخلوق کی مار سے ڈر گئے اور اللہ کے پیار سے محروم ہونے سے نہیں ڈرتے؟ اپنی جان پیاری سہی مگر وہ اللہ تمہاری جان سے پیارا ہے یا نہیں؟ ہماری آرزو اور ہماری جان اللہ کے سامنے کیا اہمیت رکھتی ہے؟ لہٰذا بڑے پیارے پر کم پیاری چیز فدا کردو، بس اللہ پر جان فدا کردو۔

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ سے بڑھ کر کوئی محبت کرنے والا نہیں

جو لوگ یہ بہانہ کرتے ہیں کہ ہم پرانے پاپی ہیں اس لیے ہم سے گناہ نہیں چھوٹتے یہ کہنے سے وہ قیامت کے دن بچ نہیں جائیں گے، وہ اپنے اس بہانے سے توبہ کریں۔ ہمیں گناہ چھوڑنے کی طاقت ہے، اگر گناہ چھوڑنے کی طاقت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ گناہ چھوڑنے کا حکم ہی نہ دیتے کیونکہ کسی ایسے کام کا حکم دینا جو بندہ نہ کرسکے ظلم ہے اور اللہ ظلم سے پاک ہے۔ معلوم ہوا کہ مرتے دم تک گناہ سے بچنے کی طاقت ہے مگر یہ نفس ہمت چور ہے، خبیث لذت کی عادت کی وجہ سے یہ ہمت چور ہے جیسے بھینس کے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اگر دس کلو دودھ دیتی ہے تو تین کلو اپنے بچے کے لیے اوپر چڑھا لیتی ہے کسان بیچارہ تھن پر ہاتھ مارتا ہی رہتا ہے مگر وہ چڑھائے رہتی ہے جب اس کا بچہ آتا ہے تو

فوراً اتار لیتی ہے۔ یہی حال نفس کا اور اس قسم کے صوفیوں کا ہے جو نفس سے پوری طرح جان چھڑانا نہیں چاہتے، یہ اپنے دودھ کو اوپر چڑھا لیتے ہیں یعنی طاقتِ تقویٰ کو پورا استعمال نہیں کرتے، گناہ سے بچنے کے لیے پوری ہمت استعمال نہیں کرتے اور جب کوئی حسین شکل سامنے آتی ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ یہ بیوفائی ہے یا نہیں؟ اس لیے دو رکعت توبہ روزانہ پڑھئے اور کہئے کہ اے میرے اللہ دن بھر میں گندا ہوگیا ہوں اب آپ اپنی رحمت سے میری استغفار و توبہ قبول فرما کر مجھ کو پاک کردیجئے۔ روز کے روز معافی مانگئے، یہ ون ڈے سروس ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ پس مجھ سے بڑھ کر کون باوفا ہوگا؟ یہ حسین کیا وفادار ہیں یہ تمہاری جان بھی لے لیں گے، تمہیں زہر بھی کھلوادیں گے اور اگر اللہ کا عذاب آئے گا تو تمہاری خیریت بھی پوچھنے نہیں آئیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ عذاب کے طور پر گردے کا فلٹر پلانٹ فیل کردے تو یہ حسین پوچھنے آئیں گی؟ یا کوئی حسین ہسپتال میں آئے گا بلکہ ایک لات اور مارے گا کہ یہ خبیث تھا ہم لوگوں کو بری نظر سے دیکھا کرتا تھا۔ اللہ کے نام پر میری یہ فریاد سن لو! صرف ایک کام کرلو کہ کام نہ کرو اور ولی اللہ ہو جاؤ! یعنی گناہ کے کام نہ کرو اور آرام سے اللہ والے ہو جاؤ۔ بتاؤ نظر مارنا کام ہے یا نہیں؟ تو کام نہ کرکے ولی اللہ ہو جاؤ کتنا آسان راستہ بتا رہا ہوں۔

عشقِ مجازی کی ہولناک تباہ کاریاں

علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم آنکھ کی مٹھاس کو قربان کردو تو دل کی مٹھاس اللہ تعالیٰ تم کو دے گا اور جب دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے میٹھا ہوگا تو سب شکلیں بھول جاؤ گے۔ جب دل میں اللہ آتا ہے تو مولیٰ والا لیلیٰ چور نہیں ہوسکتا۔ یاد رکھو اس کو! جو لیلیٰ چور ہوتا ہے یعنی حسینوں کا نمک چراتا ہے یہ دلیل ہے کہ اللہ کی نسبت اس کی کمزور ہے۔ بھئی یہ جملہ سمجھ میں آرہا ہے

میاں! کہ مولیٰ والا لیلیٰ چور ہوسکتا ہے؟ وزیرِاعظم اور بادشاہ کسی کا آلو چرا سکتا ہے؟ جو آلو کی حیثیت ہے اس سے بھی کمتر ہے حسینوں کا حسن، کیوں؟ آلو چرانے میں تو چوری کا الزام تو لگتا ہے لیکن دل کا قبلہ نہیں بدلتا اور لیلاؤں کے نمک چرانے سے ایک دم دل کا قبلہ بدل جاتا ہے۔ اگر آلو چرا کر واپس کر کے توبہ کر لے گا تو آلو کی یاد بھی نہ آئے گی اور یہاں توبہ کرنے کے بعد بھی اس لیلیٰ کا خیال بار بار آتا رہتا ہے، برسوں تک اس کے خیال سے نجات نہیں ملتی، کتنا فرق ہے۔ اس نظر کی وجہ سے دل کا قبلہ بدل جاتا ہے، نیت باندھتا ہے نماز کی مگر سامنے وہی شکل ہے کہ آج کیسی شکل روڈ پر نظر آئی؟ تلاوت کر رہا ہے تو وہی شکل سامنے ہے، ذکر کر رہا ہے وہی شکل سامنے ہے حتیٰ کہ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے لیکن دل میں اس حسین کا خیال ہے۔ بتاؤ کتنا نقصان پہنچا؟ ایک سو اسی ڈگری قلب اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ دیکھو یہ اللہ کی ذات ہے (ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا) اور مؤمن اپنے قلب کو نوے ڈگری زاویئے سے اللہ کی طرف کیے ہوئے ہے پھر اگر کوئی گناہ ہو گیا مثلاً نماز قضا ہو گئی، پھر توبہ کر کے دوبارہ پڑھ لی یا کسی پر ظلم ہو گیا معافی مانگ لی اب دوبارہ اللہ تعالیٰ سے رابطہ صحیح ہو گیا گویا ۴۵ ڈگری رخ اللہ سے پھرا تھا توبہ کے بعد پھر رخ صحیح ہو گیا لیکن جو کسی حسین کو کسی خوبصورت لڑکی کو دیکھتا ہے تو دل بالکل اس حسین کی طرف ہو جاتا ہے گویا ایک سو اسی ڈگری کا انحراف ہوتا ہے یعنی رخ اس حسین کی طرف اور پیٹھ اللہ کی طرف ہو جاتی ہے پھر تلاوت کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے مگر ہر وقت اسی حسین کا خیال ستاتا ہے۔ اتنا بڑا نقصان ہے اس میں۔ اگر یہ معمولی گناہ ہوتا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدنظری کو آنکھوں کا زِنا نہ فرماتے۔

محبتِ الٰہیہ کی مٹھاس حاصل کرنے کا طریقہ

ہر وقت نظر بچا کر تو دیکھو اللہ تمہارے دلوں کا پیار لے لے گا۔ یاد رکھو

جو اپنی نظر بچاتا ہے، دل توڑتا ہے، دل کی حرام خواہش کا خون کرتا ہے ایسے غمزدہ، زخمِ حسرت کھائے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے دل کو اللہ پیار کرتا ہے، اپنے لیے قبول کرتا ہے، اللہ کو رحم آجاتا ہے کہ میرا بندہ ہر وقت غم اٹھا رہا ہے۔ بتاؤ اللہ کا پیار زیادہ بہتر ہے یا ان مرنے والی لاشوں کا؟ یہ کس کام آسکتی ہیں؟ سوال کرتا ہوں بتاؤ عزت اور ذلت کس کے اختیار میں ہے؟ غریبی اور امیری کس کے اختیار میں ہے؟ تندرستی اور بیماری کس کے اختیار میں ہے؟ موت اور زندگی کس کے اختیار میں ہے؟ حسنِ خاتمہ کس کے اختیار میں ہے؟ میدانِ قیامت میں بخشنا کس کے اختیار میں ہے؟ اتنے بڑے پیارے اللہ کو چھوڑ کر کہاں مرنے والی لاشوں پر مر رہے ہو۔

اس مقام پر احقر راقم الحروف کی آنکھ بند ہونے لگی تو فرمایا بھئی تم کو نیند آرہی ہے تو کیوں نہیں جاتے ہو وہاں۔ عرض کیا دوائی کھائی ہوئی ہے فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے ایسی بات بتا دینی چاہیے کہ آپ نیند کی دوا کھائے ہوئے ہیں، بلڈ پریشر کی دوا میں کچھ نیند کا بھی اثر ہوتا ہے لیکن میں کیا کروں میرے سامنے جب کوئی آنکھ بند کرتا ہے اگرچہ معذور ہے لیکن آنکھ بند ہونے سے مجھے تشویش ہوتی ہے اس لیے پھر بھی آپ کسی آدمی کے پیچھے بیٹھیں۔ جس کی آنکھ ٹکا ٹک میری طرف دیکھے وہ سامنے بیٹھے لیکن کتنی ہی دوا کھائے ہوئے ہو ابھی دستر خوان بچھا کر دیکھو اور گرین مرچ رکھو اور برف کا پانی رکھو پھر دیکھو یہ وائس پریذیڈنٹ معلوم ہوگا۔ جب آئس دیکھتا ہے تو وائس پریذیڈنٹ ہو جاتا ہے، وہاں کوئی عذر نہیں ہوتا۔ میں یہی کہتا ہوں مولیٰ کی محبت سیکھو! کیا وجہ ہے کہ وہاں ان کو اس دوا کے باوجود نیند نہیں آئے گی۔ معلوم ہوا کہ نعمتِ الٰہیہ سے محبت زیادہ ہے اور نعمت دینے والے سے اس درجے کی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ یہی چاہتے ہیں کہ میری محبت نعمتوں سے زیادہ کرو۔ بزنس کو اللہ منع نہیں کرتا شادی

کرنے سے اور بیوی کو دیکھنے سے منع نہیں کرتا، بال بچوں سے بھی پیار کرو، سب مسلمانوں سے پیار کرو لیکن اللہ کے پیار کو کچھ زیادہ کرلو۔ بیوی بچوں سے اور کاروبار سے شدید محبت بھی جائز ہے۔ بس اللہ کی محبت اشد ہو یعنی ۵۹ ڈگری اگر دنیا سے ہے تو ففٹی ون کرلو اللہ میاں سے۔ کچھ زیادہ ہو بس کام بن جائے گا۔

قلبِ شکستہ میں اللہ کے آنے کے معنیٰ

دوستو! بتاؤ میں نے کتنا مختصر راستہ بتایا ولی اللہ ہونے کے لیے۔ تو ایسے مالک کو پیار زیادہ کرنا چاہیے جس کا اختیار اور قدرت ابھی آپ لوگ تسلیم کر چکے ہیں۔ اور میں واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں، غور سے سن لو، دردِ دل سے کہتا ہوں کہ اللہ نے دل ایسا بنایا ہے جو ہے تو آدھا پاؤ کا لیکن بتاؤ سارا سمندر اس میں آجاتا ہے کہ نہیں؟ ذرا سا خیال کرو پورا ایشیا اور انگلینڈ کا نقشہ دل میں آجائے گا۔ دل کی ساخت اللہ نے ایسی بنائی ہے جس میں ساری دنیا کیا اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات خاصہ سے متجلی ہو جاتے ہیں۔ حدیثِ قدسی ہے کہ میں نہیں سمایا زمینوں اور آسمانوں میں لیکن مومن کے قلب میں مثل مہمان کے آجاتا ہوں۔ آہ ایک بات یاد آئی۔ ایک غریب سے ایک بادشاہ نے کہا آج سے تم میرے دوست ہو میں تمہارے گھر آؤں گا۔ اس غریب نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور میرا گھر چھوٹا سا جھونپڑا ہے آپ ہاتھی پر بیٹھ کر آئیں گے تو نہ میں رہوں گا نہ میری جھونپڑی رہے گی۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بادشاہ ہوں، جس غریب سے محبت کرتا ہوں اس کے گھر کو بڑا بناتا ہوں، اتنا بڑا بناتا ہوں کہ میں ہاتھی پر بیٹھ کر اس کے گھر میں داخل ہوسکوں۔ پس اللہ تعالیٰ بھی جس کے دل کو اپنی ولایت اور دوستی کے لیے قبول فرماتا ہے اس کے دل کو بھی بڑا بنا دیتا ہے، اس کی ہمت اور حوصلے کو بھی بڑا کر دیتا ہے کہ وہ ساری کائنات کو خاطر میں نہیں لاتا، سورج اور چاند کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ اللہ کے دل میں آنے کی دلیل یہی ہے کہ

سورج اور چاند کی روشنی اس کو لوڈ شیڈنگ محسوس ہوتی ہے۔ بتاؤ سورج اور چاند کی روشنی زیادہ ہے یا اللہ کی؟ ارے یہ تو بھکاری ہیں، نور کی ایک ذرّہ بھیک اللہ نے ان کو دی ہے اور اللہ والوں کے دل میں تو اپنا خاص نور عطا فرماتے ہیں کہ اگر اولیاء اللہ کا نور ظاہر ہو جائے تو سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جائے۔

اس لیے جس کے دل میں اللہ آتا ہے سلطنت اور سلاطین کے تخت و تاج اس کو نیلام ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، لیلائے کائنات کا نمک اس کو جھڑتا ہوا نظر آتا ہے اور مولیٰ کی محبت کے سامنے ان کی محبت احمقانہ معلوم ہوتی ہے۔ کائنات کی کوئی حقیقت اس کے سامنے نہیں رہتی، ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے ؎

جب کبھی وہ اِدھر سے گذرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گذرے ہیں

لذتِ نامِ خدا بے مثل ہے

دوستو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی مثل نہیں ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ اللہ تعالیٰ بے مثل ہیں، ان کے جیسا کوئی نہیں لہٰذا جس کے دل میں اللہ آتا ہے اس کا دل بھی بے مثل ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نام کی لذت بے مثل لذت ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے دعویٰ فرمایا ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے شکر پر مرنے والو! یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر پیدا کرنے والا، یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کو حسن دینے والا زیادہ حسین ہے جو لیلاؤں کو نمک دے کر قبرستان میں ان لیلاؤں کو ختم کر دیتا ہے پھر اگر قبر کھود کر دیکھو تو تم کو ان کے گال کا کوئی نمک، ان کی آنکھوں کی کوئی بناوٹ نظر نہیں آئے گی۔ مٹی کے ڈسٹمپروں

پر اللہ نے کیا کرشمہ دکھایا اور اپنے کرم سے حکم دے دیا کہ دیکھنا مت۔ ان کو ہم نے نمکین، چمکین، دمکین اور حسین بنایا ہے لیکن دیکھنا مت کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ نہ دیکھنے کا تم غم اُٹھالو پھر ہم تمہارے ہیں ؎

ہم تمہارے، تم ہمارے ہو چکے
دونوں جانب سے اشارے ہو چکے

ذرا غم اٹھالو پھر اللہ ایسی بے مثل لذت دے گا کہ ساری دنیا کی لیلائیں نگاہوں سے گر جائیں گی۔ مولائے کائنات ساری دنیا کی لیلاؤں کو نمک دیتا ہے۔

بس اب ترجمہ سن لو جلدی جلدی کیونکہ مجھے ڈاکٹروں نے کم بولنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ مریض ہوں میں لیکن کیا کہوں ؎

میں تھک جاتا ہوں اپنی داستانِ درد سے اختر
مگر میں کیا کروں چپ بھی نہیں مجھ سے رہا جاتا

اور ؎

کہاں تک ضبطِ غم ہو دوستو! راہِ محبت میں
سنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

کیا کہوں بس سچ کہتا ہوں بعض وقت اللہ کی محبت بیان کرنے کے لیے مجھے لغت نہیں ملتی۔ مولانا رومی فرماتے ہیں جن کا میں ادنیٰ شاگرد ہوں کہ جب اللہ کا ذکر کرتا ہوں عرشِ اعظم سے اللہ کے نام کی خوشبو میری روح کو مست کرتی ہے تو جلال الدین رومی انگریزی، فارسی، عربی اردو کسی زبان میں ان کی غیر محدود لذت کی تعبیر کے لیے الفاظ نہیں پاتا۔ شعر یہ ہے ؎

بوئے آں دلبر چوں پراں می شود
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

اے دنیا والو! جب اللہ کے ذکر سے اس مولیٰ کی خوشبو عرشِ اعظم سے نزول

کر کے میری جان کو مست کرتی ہے تو ساری دنیا کی لغت اللہ کی محبت کی لذت کو بیان نہیں کر سکتی۔ بیان میں کیسے آئے گا اس لیے کچھ اشارہ کر دیتا ہوں ؎

ہر شعر میرا، غم ہے تمہارا لیے ہوئے
اور دردِ محبت کا اشارا لیے ہوئے

اشارہ کر رہا ہوں اصلی مزہ تو جب پاؤ گے جب خود اللہ والے بن جاؤ گے۔

علم کے تین درجات

اس لیے علم کے تین درجے ہیں۔ یہ وہ تقریر کر رہا ہوں جس میں میرے شیخ بھی موجود تھے جس کو سن کر حضرت بہت خوش ہوگئے۔ علم کے تین درجے ہیں ایک تو ہے علم الیقین جیسے شامی کباب یا یہاں جو چیز بہت پسند کی جاتی ہے کھانے میں بتاؤ کیا ہے؟ (سامعین نے آواز لگائی) ''فلائنگ فش'' فلائنگ فش پسند ہے آپ لوگوں کو؟ اچھا بھائی ٹھیک ہے۔ ایک شخص کو علم ہوگیا کسی سچے آدمی سے جو ثقہ ہے، جس کی روایت معتبر ہے کہ ''فلائنگ فش'' بہت مزیدار ہوتی ہے۔ تو اس کو علم الیقین ہوگیا کیونکہ بتانے والا سچا ہے جھوٹا نہیں ہے جیسے کسی نے پوچھا What is this? تو اس کے دوست نے کہا This is Flying Fish, tasty dish اور راوی سچا اور معتبر ہے جس سے اس کو یقین آگیا اس علم کا نام ہے علم الیقین۔

اور دوسرا درجہ علم کا یہ ہے کہ آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ فلانہ فلائنگ فش کھا رہا ہے اور جھوم رہا ہے واہ واہ! واہ رے فلائنگ فش! دس از دی بیسٹ ڈش! (This is the best dish) تو اس کو عین الیقین حاصل ہوگیا کیونکہ فلائنگ فش کھانے والے کو دیکھ لیا کہ مزہ لے لے کے کھا رہا ہے۔ لیکن ایک دن اس کی قسمت سے خود اس کے منہ میں کسی دوست نے فلائنگ فش ڈال دی اور مزہ فلائنگ فش کا پا گیا تو اس مزے کا نام ہے حق الیقین۔ اللہ کے نام میں بہت مزہ

ہے یہ سارے اولیاء اللہ سے سنتے آئے ہیں یہ علم الیقین ہے اور کسی ولی اللہ کو جب دیکھو گے کہ وہ اللہ کے نام سے مست ہورہا ہے یہ عین الیقین ہوگا اور جس دن اللہ ہمارے دل میں آئے گا وہ حق الیقین ہوگا۔

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کی ایک عاشقانہ توجیہ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کا ترجمہ دیکھ لو جملہ خبریہ ہے یہ۔کیا مطلب؟ کہ جس کے دل میں ہم آتے ہیں ہمیں اسے حکم نہیں دینا پڑتا کہ ہم سے محبت کرو بلکہ وہ خود ہی ہم پر دیوانہ ہوجاتا ہے اور محبت کیسی ہونی چاہیے، اللہ تعالیٰ سے اس کی بھیک مانگو۔سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں اور آپ کے عاشقوں کی محبت بھی مانگتا ہوں۔اب اس ملا سے پوچھو جو کہتا ہے کہ صرف کتاب پڑھنے سے اللہ کی محبت مل جائے گی۔اگر صرف کتاب کافی تھی تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی محبت کیوں مانگی؟ اس پر میرے تین شعر سن لو ؎

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگ در پہ مرنا
کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

اس اختر نے جو آپ سے خطاب کررہا ہے الحمدللہ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک عمر گذاری، جوانی تقریباً ساری گذرگئی یہاں تک کہ بال سفید ہوگئے۔مجھے جو کچھ ملا بزرگوں کی صحبت سے نصیب ہوا۔اسی لیے مولانا ایوب صاحب نے میرا نام ''تربینی'' رکھا ہے۔تین بزرگوں کی صحبت اُٹھائی۔دو دریا ملتے ہیں

تو اس کو سنگم اور تین دریا کو تربینی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا احسان ہے وَلَا فَخْرَ یَارَبِّیْ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت مانگنے کی مسنون دعا

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا آج سے مانگنا شروع کردو۔ آپ نے فرمایا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ﴾

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید)

یا اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی محبت کا۔ جب نبی مانگے اللہ کی محبت تو ہم لوگ نہ مانگیں؟ اور اللہ والوں کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ والوں کی محبت مانگنا بھی سنتِ رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت سے لوگ سنت کے عاشق ہیں مگر یہ سنت بھی تو ادا کرو کہ اللہ والوں کی محبت مانگو۔ اور نمبر تین یعنی ان اعمال کی محبت مانگو جن سے ہمیں اللہ کی محبت مل جائے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی محبت اور عمل کی محبت کے بیچ میں اللہ والوں کی محبت کیوں مانگنا سکھایا؟ تو فرمایا جس کو اللہ والوں کی محبت نصیب ہو جاتی ہے تو یہ محبت رابطہ کا کام کرتی ہے جس سے اللہ کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اعمال کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

عشقِ الٰہی کے حصول کے چار کام

اور حدیثِ قدسی کی رُو سے اللہ سے محبت کرنے والا چار کام کرتا ہے۔ حدیثِ قدسی ہے:

﴿وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ﴾

(مؤطا امام مالک، کتاب الجامع، باب ما جاء فی المتحابین فی)

جو آپس میں میری وجہ سے محبت رکھتے ہیں میں ان کے لیے اپنی محبت واجب کر دیتا ہوں۔ لیکن زبانی دعویٰ کافی نہیں ہے آپس میں بیٹھتے بھی ہیں اور بار بار ملاقات بھی کرتے ہیں۔ زندگی میں ایک دفعہ ملاقات کر لینا کافی نہیں ہے مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃً بار بار ملاقات کرو۔ اور کچھ خرچہ بھی کرو بخیل کنجوس اینڈ مکھی چوس نہ بنو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو یہ چار کام کرتے ہیں میری محبت ان کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔ پس جس کو اللہ والوں کی محبت مل جاتی ہے اس کو اللہ کی محبت بھی مل جاتی ہے اور اعمال کی بھی۔ اب محبت کی پلاٹنگ سن لو کہ کتنی ہونی چاہیے؟

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں اے اللہ اپنی محبت مجھ کو اتنی دے دے کہ آپ پر میری جان ایک دفعہ نہیں ہر سانس میں فدا ہو۔ کیسے؟ ہر نظر بچاؤ۔ ایسے ملکوں میں جہاں عورتیں بے پردہ گھومتی پھر رہی ہیں ٹانگیں کھولے ہوئے اور جب جہاز پر ائیر ہوسٹس آئے اور حاجی صاحب سے پوچھے حاجی صاحب! گرم چاہیے یا ٹھنڈا؟ تو حاجی صاحب کہتے ہیں دونوں چاہیے یعنی پہلے ٹھنڈا پلا دو پھر گرم گرم چائے لاؤ اور اس کو دیکھے بھی جا رہے ہیں اور تسبیح بھی جاری ہے اور بڑے مسکرا مسکرا کے باتیں کر رہے ہیں۔ وہ ائیر ہوسٹس بھی سمجھ جاتی ہے کہ یہ حاجی نہیں ہے پاجی ہے۔ نظر بچا کر بات کرو، چاہے وہ آپ کو بداخلاق سمجھے، یاد رکھو حسنِ اخلاق کی تعریف ملا علی قاری نے کی ہے مَدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاتِ الْحَقِّ اللہ تعالیٰ کے قانون کی رعایت رکھتے ہوئے مخلوق پر احسان کرو۔ حسنِ اخلاق کی یہ تعریف مشکوٰۃ شریف کی شرح میں ملا علی قاری نے کر دی۔ لہٰذا ائیر ہوسٹس کو یہ سمجھانے کے لیے کہ مسلمان بڑے اچھے اخلاق والے ہوتے ہیں مسکرا مسکرا کے باتیں مت کرو کہ ہم عمر ہے تو میری سسٹر ہے اور لڑکی ہے تو بیٹی اور ذرا عمر زیادہ ہے تو آپا، یہ آپا نہیں ہے شیطان تم کو اس کے پاپا پر چھاپا ڈلوا رہا ہے اور آنکھوں کا زِنا کرا رہا ہے، دل کو مضبوط رکھو ہرگز نظر مت

ڈالو چاہے جیسی بھی چائے ملے۔ ابھی راستے میں ہمارے مولانا ...... نے نظر نیچی کر کے ائیر ہوسٹس سے کچھ کہا۔ اس نے سمجھا کہ یہ بیمار ہے اور آواز کمزور ہے تو اپنا کان اور گال ان کے منہ کے سامنے کر دیا۔ ان کا تو (Exam) اور مشکل ہو گیا۔ اس لیے منہ اُٹھا کر نظر نیچی کر لو اور آواز ذرا تیز کرو کیونکہ منہ اٹھا کر آواز جلدی پہنچتی ہے لیکن نظر نیچی کر کے سر اٹھاؤ تا کہ وہ سن لے ورنہ اپنا گال اور کان تمہارے اور قریب کر لے گی۔ کیونکہ ان کی ڈیوٹی ہے ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ پسینجر کو خوش کرو چاہے اس کا انجر پنجر ڈھیلا ہو جائے ایسے موقع پر جان دے دو لیکن حرام مزہ نہ اُڑاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا امتحان کیا ہے؟

یہ جو حدیث شریف کی دعا ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ﴾

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید)

کہ اے اللہ اپنی اتنی محبت دے دے کہ ہم اپنی جان سے زیادہ آپ کو پیار کریں! اس کا امتحان کیا ہے؟ کیسے معلوم ہو کہ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ آپ کی جان سے زیادہ پیارا ہے؟ کیا دلیل ہے؟ جب ائیر ہوسٹس گوری ہو یا کالی ہو یا سڑکوں پر ٹانگ کھولے ہوئے جارہی ہے، یہ ٹانگ شیطان کی ٹانگ ہے، شیطان اسی سے ڈاڑھی والوں اور گول ٹوپی والوں کو ٹانگ دیتا ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ اے گول ٹوپی والو! اور ڈاڑھی والو! جب ننگی ٹانگ نظر آئے تو تم نظر مت ڈالو ورنہ ٹنگنا مچھلی کی طرح ٹانگے گی۔ اللہ کے جان سے پیارا ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کو ناراض کر کے اپنی جان کو خوش نہیں کرتا مثلاً ایک کروڑ ڈالر حرام کا مل رہا ہے کیسے؟ مسافر کا مال چھوٹ گیا یا وضو خانے میں ایک کروڑ کی گڈی کوئی بھول گیا اور یہ نہیں چراتا۔ تب معلوم ہو کہ ہاں مال سے زیادہ اور جان سے

زیادہ اللہ پیارا ہے۔ مٹی کے کھلونوں میں اپنی زندگی ضائع نہ کرو۔ بعض لوگ بہت ضائع کر چکے، کچھ چین نہ پایا سوائے الو کی طرح شیطانی فعل میں کھوپڑی اس کی یاد میں گرم ہوئی اور نیند کے لیے ویلیم فائف کھاتے رہے پھر کھائی ویلیم ٹین پھر بھی نیند نہ آئی تو ٹین بجاتے ہوئے پاگل خانے میں چلے گئے۔ آپ پاگل خانے میں جا کے دیکھیں وہاں نوے فیصد لوگ رومانٹک والے ہیں، یہ رومانٹک دنیا بحر اٹلانٹک میں غرق کرتی ہے اور ڈینٹ فار اسٹک بھی کرتی ہے آؤٹ آف اسٹاک بھی کرتی ہے اور آؤٹ آف مائنڈ بھی کرتی ہے۔ مولیٰ کو چھوڑ کر کہیں چین نہیں ہے یاد رکھو! واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں اور میری قسم کی کوئی حقیقت نہیں اللہ تعالیٰ کا کلام یہ اعلان کر رہا ہے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(سورۃ الرعد، آیت: ۲۸)

یاد رکھو! خبردار اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو چین ملتا ہے۔ یہاں ''ہی'' کا لگانا فرض ہے۔ جو ترجمہ یہ کردے کہ اللہ کی یاد سے دل کو چین ملتا ہے اس کا ترجمہ صحیح نہیں ہے کیوں؟ بِذِكْرِ اللّٰهِ مقدم ہے اور اَلتَّقْدِيْمُ مَا حَقُّهُ التَّاخِيْرُ يُفِيْدُ الْحَصْرَ۔ قواعد عربی کے اعتبار سے اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ ہی کے ذکر سے تم کو چین ملے گا۔ قرآن پاک پر ایمان لانے والو! چین کہاں تلاش کیا جارہا ہے؟ ننگی ٹانگوں میں؟ اس لیے دیکھو! رومانٹک دنیا بے چین اور پریشان ہے۔ ایسی کتے کی زندگی ہے دنیاوی عاشقوں کی کہ بس کچھ مت پوچھو۔ ایک پل چین نہیں ہے اور جب حسن بگڑ گیا تو اس کا حال میں نے اس شعر میں بیان کیا کہ ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ میری ہسٹری باقی

تو بخاری شریف کی دعا ہے کہ اے اللہ اپنی اتنی محبت مجھے دے دے کہ میری

جان سے زیادہ آپ پیارے ہو جائیں جس کی کسوٹی یہ ہے کہ سڑکوں پر ان حسینوں کو مت دیکھو تو سمجھ لو پھر اللہ جان سے زیادہ پیارا ہے کیونکہ جان کو تکلیف ہو رہی ہے اور یہ اللہ کی محبت میں جان کی پرواہ نہیں کرتا جان پر تکلیف جھیل لو اللہ کے غضب کو مت خریدو تو سمجھ لو اب جان سے زیادہ اللہ پیارا ہو گیا اور اہل و عیال اور بال بچوں سے بھی زیادہ اللہ پیارا ہو گیا۔ اور تیسری دعا ہے وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ اور اے اللہ! پیاس میں ٹھنڈا پانی پی کر جو مزہ آتا ہے اس سے زیادہ تیرے نام سے مجھ کو مزہ آئے۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس جز کو اپنے شعر میں بیان کیا ہے ؎

پیاسا چاہے جیسے آبِ سرد کو
تیری پیاس اس سے بھی بڑھ کر مجھ کو ہو

بتاؤ! شدید پیاس میں ٹھنڈا پانی کیسا لگتا ہے؟ ہمیں اللہ کی محبت کی پیاس اتنی لگ جائے کہ جب ہم اللہ کہیں تو اتنا مزہ آئے کہ بس کچھ مت پوچھو۔ اللہ کا نام دونوں جہان کی نعمتوں کا جوس ہے بلکہ دونوں جہان کی لذتوں سے بڑھ کر ہے اب اختر کا ایک شعر سن لو تقریر ختم ہو رہی ہے ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

آپ بتائیے! جنت افضل ہے یا جنت کا پیدا کرنے والا تو جس کے دل میں خالقِ جنت آتا ہے اس کو جنت سے زیادہ مزہ دنیا ہی میں ملتا ہے۔ ایک شعر سناتا ہوں جو انگلینڈ میں موزوں ہوا ؎

مانا کہ میر گلشنِ جنت تو دور ہے
عارف ہے دل میں خالقِ جنت لیے ہوئے

صحبتِ اہل اللہ کا انعام

اللہ والوں کے دل میں خالقِ جنت ہوتا ہے اس لیے ان کے پاس بیٹھ کے دیکھ لو ان شاء اللہ تجارت دماغ سے نکل جائے گی، بادشاہت کے تاج و تخت نیلام ہوتے نظر آئیں گے، اور سورج اور چاند کی روشنی میں لوڈ شیڈنگ معلوم ہوگی، ساری لیلاؤں کا نمک بھول جاؤ گے، کسی اللہ والے کے پاس کچھ دن رہ کے دیکھو اور کوئی اللہ والا نہ ملے تو ان کے غلاموں کے پاس رہ لو جس میں اختر بھی شامل ہے۔ کیوں بھئی اللہ والوں کی غلامی پر آپ کو اعتقاد ہے یا نہیں؟ سب سے پہلے مولانا ایوب گواہی دیں گے۔ کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ خود کہے کہ میں اللہ والا ہوں، اپنی غلامی اور صحبت کی نسبت کرے کہ میں فلاں اللہ والے کا خادم ہوں۔ مگر جو لوگ مرید ہیں جتنا نیک گمان کریں کم ہے اور ان کے لیے اتنا ہی مفید ہے۔

بس تقریر ختم ہوگئی اب دعا کرلو۔ جو مضمون بیان ہوا اے اللہ ہم سب کو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کا مقام عطا فرما، اے اللہ! اپنا یہ جملۂ خبریہ ہم سب پر اپنی رحمت سے صادق فرما دے کہ ہمارے قلب میں آپ کی محبت اشد ہو جائے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم سب نالائق امتی ہیں مگر اے اللہ! آپ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ہم سب کے حق میں قبول فرمالیں۔ وہ کیا دعا ہے؟ (۱) اے اللہ مجھے اپنی محبت دے دے نمبر (۲) اپنے عاشقوں کی محبت بھی دے دے۔ نمبر تین (۳) ان اعمال کی توفیق دے دے جس سے آپ خوش ہوتے ہیں اور اس کے بعد اپنی محبت اتنی دے دے جتنی تیرے رسول نے تجھ سے مانگی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو محبت مانگی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی مگر اُمت کو سکھانے کے

لیے عنوان، تعبیر اور طریقۂ فریاد بتادیا کہ اے خدا تیرے نبی نے جو محبت مانگی کہ اے اللہ ہمیں اتنی محبت دے دے کہ ہماری جان سے زیادہ تو پیارا ہوجائے اور سڑکوں پر حسینوں اور نمکینوں کی ننگی ٹانگوں کو نہ دیکھنے سے کتنی ہی تکلیف ہو لیکن ہم تکلیف گوارا کرلیں اور آپ کو ناراض نہ کریں اور ہماری رُوباہیت اور لومڑیت کو شیریت سے بدل دے اور جتنی محبت سے ہم دنیاوی غذاؤں کو دیکھتے ہیں فلائنگ فش، سموسہ، پاپڑ، ٹھنڈا پانی، مرنڈا وغیرہ دنیا کی ساری نعمتوں سے آپ ہمیں زیادہ پیارے معلوم ہوں اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے رگ رگ میں جان آجاتی ہے ہم سب کو ایسا عاشق بنادے کہ جب تیرا نام لیں تو ہماری رگ رگ میں کروڑوں جان آجائے، جب ہم آپ کا نام لیں تو معلوم ہو کہ ہماری حیات پر بے شمار حیات برس رہی ہے، ہماری جان پر بے شمار جان برس رہی ہے۔ آہ جو اللہ پر مرتا ہے واللہ اس پر بے شمار جان برستی ہے۔ جو غیر اللہ پر مرتا ہے ٹیڈیوں وغیرہ پر اس پر موت برستی ہے۔ جو نظر خراب کرکے آیا ہو اس کے چہرے کو دیکھ لو اگر موت برستی نظر نہ آئے تو کہنا اختر مسجد میں کیا کہہ رہا تھا اور جنہوں نے نظر کو بچایا ان کے چہرے کو دیکھ لو ان کے چہرے پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی طرف سے حیات کی بارش محسوس ہوگی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَا نَا مُحَمَّدٍ

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

رَبِّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا